جُدا ہونے والوں کا تذکرہ

(ادارہ)

ابھی جانِ نزارِ اسلام کے ایک جہاد کیش خادم خواجہ عبدالوحید اور جوان سال وحید اللہ نظمی کے اندوہ ہی سے عہدہ برآ نہ ہو پائی تھی کہ اس ماہ میں دو گراں قدر قریبی رفیق ہمیشہ کے لیے جُدا ہو گئے۔ پہلے تو قدرت کا بلاوا حکیم اقبال حسین صاحب کے نام آیا۔ وہ چلتے پھرتے، کام کاج کرتے، ہنستے بولتے یکایک مادی زندگی کی سرحد کو پار کر گئے۔ قریبی دوستوں نے محسوس کیا کہ ابھی تھے، ابھی نہیں۔

ہمارے دیرینہ اور مجھ سے بزرگ تر رفیق تھے۔ خدا نے انہیں ہر قسم کی قابلیتیں دی تھیں۔ لکھنے، تقریر کرنے، گفتگو کرنے اور انتظامی ذمہ داریاں سنبھالنے کے لحاظ سے وہ ایک مقام رکھتے تھے۔ بعد کے دور میں اختصاص کا مستحق انہوں نے طب کو قرار دیا۔ بنیادی حیثیت یونانی طب کو دیتے ہوئے دوسرے ہر طریق علاج سے انہوں نے بے تعصبی کے ساتھ استفادہ کیا۔ انگریزی لٹریچر پڑھا۔ معالجۂ امراض کے لیے جدید ورزشوں کا مطالعہ کیا۔ یوگا کے متعلق معلومات حاصل کیں۔ پانی اور دوسرے قدرتی ذرائع سے امراض کا مقابلہ کرنے کے علاوہ چین کے سوئیوں کے طریق علاج کو بھی جانا، سمجھا اور برتا۔

حکیم اقبال حسین صاحب نے یہ اچھی مثال قائم کی کہ معالج کو علمی لحاظ سے کتنا لمبا سفر طے کرنا چاہیے اور نقطۂ نظر کے لحاظ سے کتنا فراخ دل ہونا چاہیے۔

برادرم اقبال حسین امیری دانست کے مطابق شاید کسی کے لیے کبھی باعثِ تکلیف و اذیت نہیں بنے۔ ہر ایک سے یکساں ربط رہا۔ جیل میں بھی اُن کے ساتھ دن گذارنے کا موقع ملا اور انہیں

قریب سے دیکھا۔

حکیم صاحب کی طبیعت میں مزاح تھا اور خاص خاص لطائف بڑے انداز سے، مزے لے لے کر سنایا کرتے تھے۔ جیل کے زمانے میں انہوں نے کالج کے ڈریس شو میں ایک سادھو مہنت کا پیرایہ اختیار کیا۔ کئی روز پہلے سے ایک خاص ادا رکھنے والے سادھو مہنت سے وہ بول سیکھے جو وہ چلتے پھرتے بولتا تھا۔ اُس کا سا لباس بنوایا۔ اُس کی شاگردی کی اور کچھ مشقیں کیں۔ پھر جب وہ سادھو مہنت کے بھیس میں اس کا سا جاپ کرتے ہوئے کالج کے اندر سے جانے والے ایک راستے سے گزرے (جہاں سے وہ سادھو مہنت گزرا کرتا تھا) تو وہ پرنسپل کے سامنے سے اور طلبہ کے ہجوم میں سے ہو کر نکلے تو کوئی نہیں پہچان نہ سکا۔ بعد میں وہ پھر پرنسپل کے سامنے پہنچے اور سلام کیا۔ تب اُس نے کہا کہ " ہیں! اقبال! یہ تم ہو"۔ ظاہر ہے کہ مقابلے کا انعام وہ جیت لے گئے۔ اس معمولی واقعہ سے مرحوم کے کردار کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے کہ ایک نفر بھی مقابلے کے لیے کس محنت سے تیاری کی۔

یہی محنت و کاوش آگے چل کر انہوں نے تحریک اسلامی کے فروغ میں صرف کی، اور اسی مدعا کے لیے یکسو رہ کر پوری عمر گزار دی۔

ع "اے خوشا عمرے کہ رفت اندر نیاز"

اب وہ شخص اِس دُنیا میں نہیں رہا ہے۔ محض اُس کی یادیں ہمارے پاس رہ گئیں۔ اور اس کے اعمال ایسے تھے کہ ان شاء اللہ خدا کی نگاہ کرم ہو تو اُس کی پوری زندگی کی سفارش اُسے بخشوانے کے لیے کافی ہو گی۔ پھر بھی ہزاروں انسانوں کے ساتھ راقم بھی اس کے لیے دل سے دُعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تحریک اسلامی کے اُس سنجیدہ و شائستہ، اور نیک دل اور صاف باطن خادم کی کمزوریوں اور لغزشوں سے درگذر فرمائے اور اُس کے اعمالِ حسنہ کو قبول فرما کر اُس کی رُوح کو انوارِ رحمت سے بہرہ مند کرے۔

اُن کے اہل و عیال پر بھی خدا فضل خاص فرمائے اور اُن میں سے دین کی خدمت کرنے والے افراد کو اُٹھائے جو حکیم صاحب کے سچے جانشین ہوں۔